نحنُ انصار اللہ

مئی تا اگست ۲۰۲۱ء ، رمضان تا ذو الحجہ ۱۴۴۲ء ، جلد ۲۲ شمارہ نمبر ۲

زَہے خُلقِ کامل، زَہے حُسنِ تام
عَلیکَ الصّلوٰۃُ عَلیکَ السّلام

رسالہ فتحِ اسلام

مجلس انصار اللہ کینیڈا کی دوسری سہ ماہی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''فتحِ اسلام'' ہے جو کہ روحانی خزائن جلد نمبر ۳ میں شامل ہے۔ یہ کتاب ۱۸۹۰ء کے آخر میں لکھی گئی اور ۱۸۹۱ء کے آغاز میں شائع ہوئی۔ دعویٰ مسیحیت کے بعد لکھی جانے والی یہ پہلی کتاب تھی اور اس میں آپؑ نے اپنی بعثت کا اعلان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''اگر تم ایمان دار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمھارے بزرگ آباء گزر گئے اور بے‌شمار رُوحیں اُس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں، وہ وقت تم نے پالیا۔ اب اِس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اِس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا تمھارے ہاتھ میں ہے۔ میں اِس کو بار بار بیان کروں گا اور اِس کے اظہار سے میں رُک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اِصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔۔۔ سچائی کی فتح ہوگی اور اِسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں، ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزازِ اِسلام کے لیے ساری ذِلتیں قبول نہ کرلیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اِسلام کی زندگی ، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اِسلام نام ہے۔''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۷ تا ۱۱)

نحنُ انصاراللہ

جلد ۲۲ ، شمارہ نمبر۲ | مجلس انصاراللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ | مئی تا اگست ۲۰۲۱ء

مجلس انصاراللہ کینیڈا

نگران
عبدالحمید وڑائچ
صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ
ناصر محمود احمد
نائب صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا

مدیر
مولانا غلام مصباح بلوچ
نائب صدر صفِ دوم مجلس انصاراللہ کینیڈا

معاون
صفی راجپوت

مینیجر
کاشف بن ارشد
قائد اشاعت مجلس انصاراللہ کینیڈا

تزئین و زیبائش
مسعود احمد

ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online) بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر ishaat@ansar.com Tel: 905-417-1800 www.nahnuansarullah.ca : رابطہ

قُرآنِ مجید

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ

طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ

فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ

عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطِل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینہ کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اُس نے تمہیں عطا کی اور تاکہ تم شکر کرو۔

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

(سورۃ البقرۃ: ۱۸۴ تا ۱۸۷)

حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت حارث الاشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا؛

اللہ تعالیٰ حضرت یحیٰؑ علیہ السلام کو **پانچ باتوں** کا حکم دیا کہ وہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان باتوں پر عمل کرنے کی تلقین کریں چنانچہ حضرت یحیٰؑ نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ ہم سب اُن پر عمل کریں۔ ان میں سے سب سے **پہلی بات** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہراؤاور شرک کرنے والے کی مثال اُس شخص کی ہے جس نے اپنا سونا بیچ کر ایک غلام خریدا اور اسے کہا کہ یہ میری زمین ہے پس اس زمین میں کام کرو اور اس کی جو کمائی ہو وہ مجھے دیا کروپس وہ غلام کام کرنے لگا لیکن کمائی کسی اور شخص کو دے دیتا، پس تم میں سے کون ہے جو یہ پسند کرتا ہے۔ **دوسری بات** جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ نماز ہے پس جب تم نماز پڑھو تو نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھا کروکیونکہ اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ نمازی کے چہرے کے سامنے کر لیتا ہے جب تک کہ نمازی اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔**تیسرا حکم** روزے کا ہے اور روزے دار کی مثال اُس شخص کی ہے جو ایک بڑے گروہ کا حصہ ہو اور اس کے پاس ایک صراحی ہو جس میں مشک بھرا ہوا ہو پس اس گروہ کا ہر شخص اُس کی خوشبو پر رشک کرتا ہو ، روزے دار کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پاک ہے۔ **چوتھا حکم** صدقے کا ہے اور صدقہ دینے والے کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس کو دشمن نے قیدی بنا لیا ہو اور اُس کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ کر اس کو قتل کرنے لگیں اور وہ کہے کہ میں تم کو مال کا فدیہ دیتا ہوں تم مجھے چھوڑ دو اور وہ فدیہ لے کر اُسے چھوڑ دیں۔ اور **پانچواں حکم** یہ ہے کہ تم ذکرِ الٰہی کیا کرو اور ذکرِ الٰہی کرنے والے کی مثال اس شخص کی ہے جس کے تعاقب میں دشمن بڑی تیزی سے لگا ہوا ہو یہاں تک کہ وہ شخص ایک مضبوط قلعے میں داخل ہو جائے اور اپنے آپ کو اس دشمن سے محفوظ کرلے اسی طرح انسان شیطان سے اپنے آپ کو ذکرِ الٰہی کر کے ہی بچا سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی تمھیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جو دراصل اللہ تعالیٰ نے مجھے دیے ہیں، **سننا اور اطاعت کرنا، جہاد اور ہجرت اور جماعت کے ساتھ وابستگی** کیونکہ جس نے جماعت سے ایک بالشت بھی دوری اختیار کی اس نے اسلام کی اطاعت کا طوق اپنی گردن سے اتار دیا سوائے اس کے جو رجوع کرلے۔

(جامع الترمذی کتاب الامثال عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اقتباس
حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام

''پھر تیسری بات جو اسلام کا رُکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِّ نظر رکھنا چاہیے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لیے روزے رکھتے ہیں اور نِرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے۔''

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۰۲ ۔ ایڈیشن ۲۰۰۳ء مطبوعہ ربوہ)

اقتباس
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے، جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔

”یہ خدا تعالیٰ کا بے شمار فضل اور احسان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے موافق حضور رحمہ اللہ کی وفات پر جو خوف کی حالت پیدا ہوئی اس کو امن میں بدل دیا اور اپنے ہاتھ سے قدرتِ ثانیہ کو جاری فرما دیا .... دعائیں کریں اور بکثرت دعائیں کریں اور ثابت کر دیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قدرتِ ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور ان شاء اللہ ہمیشہ رہیں گے۔

قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہیں، اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں ۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو دینِ حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کم تر نظر آئیں....“

(الفضل لندن ۲۳ مئی، ۲۰۰۳ء صفحہ ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رمضان ہمارے لئے اُسوۃ

عبدالرشید انور ۔ مبلغ انچارج کینیڈا

قدیم سے سنت اللہ ہے کہ وہ اپنے ایمان سے آراستہ محبوب بندوں کے لئے ہر سال ایک بہار کا موسم سجاتا ہے۔اوریوں وہ مالک ارض و سماء اپنے پیارے بندوں کے لئے اَرفع روحانی آفاق کی انتہائی پُرکیف سیر یا پھر سیروں کا اہتمام کرتا ہے۔ ہمارا قدیر خدا اس روحانی اور آسمانی مائدہ کو جس کا اہتمام ایک ماہ کے لئے فرمایا جاتا ہے **رمضان** کے نام سے پکارتا ہے۔جبکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کےایک جلیل القدر صحابی کی روایت کے مطابق اس موسمِ بہار کا نام سیدالشہور ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"رمضان سید الشہور ہے اور جمعہ سید الایام ہے۔"

(المعجم الکبیر ج ۹ ص ۲۰۵، رقم الحدیث : ۹۰۰، کنزالعمال ج ۷ الحدیث : ۲۱۰۶۷)

اور یوں حقیقی مومنین کو اس روحانی بہار کے لطف سے مالا مال ہونے کا موقع عطا کیا جاتا ہے۔اس لطف و انبساط کو دوبالا کرنے کی غرض سے خدا تعالیٰ ماہِ رمضان کے اس مائدہ کو تین حصوں پر تقسیم کر دیتا ہے۔ پہلے حصہ میں اس الٰہی دعوتِ خاص کی سعادت پانے والے اپنے ربِ کریم کی رحمت سے لطف اندوز ہوتے ہیں، دوسرے حصہ میں شب و روز خدا کے فرشتے اثمارِ مغفرتِ الٰہی سے خوب خوب مومنین کی تواضع کرتے ہیں ۔نوید مغفرت سے حسب توفیق نصیب مند ہو چکنے کے بعد ہاویہ کی دہکتی ہوئی آگ سے نجات کا مژدہ انہیں سنا دیا جاتا ہے۔ لیکن اس مژدہ کو سنانے کے لئے ہمارا غافر الذنب اور قابل التوب خدا ایک عظیم الشان تقریب کا اہتمام کرتا ہے جس میں فوج در فوج فرشتے بلکہ روح الامین کو بھی اِذنِ نزول دیا جاتا ہے۔ یہ سب افواجِ ملائک یقین کامل کی طلوعِ فجر تک امن کی سلامیاں پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس خوبصورت محفل کا نام **لیلۃ القدر** بیان فرمایا ہے۔

اس روحانی مائدہ سے فیضیاب ہونے کے لئے ہمارے شاہِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا اسلوب ہوا کرتے تھے۔آپؐ کے برکات سے معمور یہ ایام کیسے گذرتے تھے ۔ کیسے آپؐ کا دل جوش و ولولہ سے موجزن رہتا تھا کہ ہر کس و ناکس عینی و قالی انداز میں اس تڑپ کا شاہد بن رہا ہوتا تھا اور آج اُنہی شہادتوں سے استفادہ کرتے ہوئے خدا کے بندے اپنے خالق کی رحمتوں ، برکتوں اور فضلوں سے اپنی جھولیاں بھرتے چلے جارہے ہیں۔ آئندہ سطور میں ان ہی باتوں کاکچھ تذکرہ دیکھنے کو ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوقِ رمضان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سیّد الشّہور اور اَحَب الشّہور کا استقبال بے حد پیارے انداز میں فرمایا کرتے تھے۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ رمضان کے آغاز سے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک متغیر ہو جاتا آپؐ کی عبادات میں غیر معمولی اضافہ دیکھنے میں آتا۔آپؐ بہت الحاح سے خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مُناجات پیش فرماتے اورآپؐ کے چہرہ مبارک پر خوفِ ایزدی ہویدا ہوتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارا سال اس رحمتوں اور برکتوں والے مہینہ کے انتظار میں رہتے تھے ۔ رجب کے مہینہ سےہی آپؐ دیگر دعاؤں کے ساتھ خصوصیت سے درج ذیل دعاکیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔

یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلّ ! تو ہمارے لیے رَجب اور شعبان میں برَکتیں عطا فرمااور ہمیں ان برکتوں کے ساتھ ماہِ رَمضان تک پہنچا ۔(اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط لِلطّبَرانی، ج ۳، ص ۸۵، الحدیث : ۳۹۳۹ و مسند احمد:۲۲۵۷)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

مَارَاَیْتُ رسولَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِسْتَکْمَلَ صِیَامَ شَھْرٍ قَطُّ اَلَّا رَمَضَانَ وَمَارَاَیْتُہ فِیْ شَھْرٍ اَکْثَرَ مِنْہُ صِیَامًا فِیْ شَعْبَانَ ۔ (صحیح بخاری ۱/۲۶۴، صحیح مسلم ۱/۳۶۵)

ترجمہ: ’’میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (پورے اہتمام کے ساتھ) رمضان المبارک کے علاوہ کسی پورے مہینہ کے روزے رکھے ہوں اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ نفلی روزے رکھتے ہوں۔‘‘

ایک اور حدیث میں آپؓ سےروایت ہے:

کَانَ اَحَبُّ الشُّھُورِاِلٰی رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَن یَّصومَہ شَعْبَان ثُمَّ یَصِلُہ بِرَمَضَانَ ۔

ترجمہ : ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مہینوں سے زیادہ یہ بات پسند تھی کہ شعبان کے روزے رکھتے رکھتے رمضان سے ملادیں۔‘‘ (کنزالعمال حدیث ۲۴۵۸۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام سے تین بار دریافت فرماتے:

مَاذَا یَسْتَقْبِلُکُمْ وَتَسْتَقْبِلُوْنَ؟

ترجمہ: ’’کون تمہارا استقبال کر رہا ہے اور تم کس کا استقبال کر رہے ہو؟‘‘

حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا کوئی وحی اُترنے والی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: کسی دشمن سے جنگ ہونے والی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: پھر کیا بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

اِنَّا يَغْفِرُ فِي اَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِكُلِّ اَهْلِ الْقِبْلَةِ

ترجمہ: ”یقیناً اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کی پہلی رات کو ہی تمام اہلِ قبلہ کو بخش دیتا ہے۔“

(منذری، الترغیب والترھیب، ۲: ۶۴، رقم: ۱۵۰)

آپ ﷺ درج ذیل الفاظ میں بھی دعا کرتے تھے

اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنِي لِرَمَضَانَ وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِي وَتَسَلَّمْهُ مِنِّي مُتَقَبَّلًا

”اے اللہ! مجھے رمضان کے لیے اور رمضان کو میرے لیے صحیح سالم رکھنا اور رمضان کو میرے لیے سلامتی کے ساتھ قبولیت کا ذریعہ بنانا۔“

(الدعاء الطبرانی، حدیث نمبر:۸۳۹)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان اور رمضان کے سوا لگاتار دو مہینے روزے رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ یعنی نبی کریم ﷺ رمضان کے پورے مہینہ کے ساتھ ساتھ شعبان کے بھی تقریباً پورے مہینہ کے روزے رکھتے تھے اور بہت کم دن ناغہ فرماتے تھے۔“

مندرجہ بالا روایات سے علم ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے نبیؐ نہ صرف خود ماہِ صیام کا استقبال فرمایا کرتے بلکہ اپنے اہل و عیال اور صحابہ کرامؓ کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

شعبان کی آخری رات رسول اللہ ﷺ کا صحابہ سے خطاب

حضرت سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ شعبان کی آخری رات صحابہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:

”اے لوگو ایک عظیم الشان برکت والا مہینہ تم پر سایہ فگن ہوا ہے۔اس مہینہ میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں روزے رکھنا فرض قرار دیا ہے، اور راتوں کے قیام کو نفل عبادت اور اپنے قرب کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ جو شخص ان ایام میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی نیت سے کوئی نیکی کرتا ہے ،اُسے ایک فرض کا ثواب ملتا ہے ۔ اور جس نے رمضان میں کوئی فرض ادا کیا، اُس کا ثواب ستر گنا ملے گا۔یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں مومن کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کروائے گا تو یہ عمل اُس کے لیے مغفرت اور آگ سے آزادی کا ذریعہ بنے گا۔اور افطار کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں سے ہر کوئی اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ کسی کا روزہ افطار کروائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چاہے کوئی ایک گھونٹ دودھ، ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے کسی کا روزہ افطار کروائے ، وہ بھی ثواب کا مستحق ہے۔ اور جو شخص کسی روزہ دار کو سیر ہو کر کھانا کھلائے گا، اللہ اُسے میرے حوض سے شربت پلائے گا اور وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہیں ہوگا۔

یہ ایسا مہینہ ہے کہ جس کا پہلا عشرہ رحمت، درمیانی عشرہ بخشش اور آخری عشرہ آگ سے آزادی کا ذریعہ ہے۔ان ایام میں جو شخص اپنے ملازم کا بوجھ ہلکا کرے گا تو اس کا یہ عمل اُس کی بخشش اور جہنم کی آگ سے نجات کا ذریعہ بنے گا۔“ (مشکوۃ المصابیح کتاب الصوم)

رمضان کی ہر رات، اللہ کچھ لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

” جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ کھلا ہوا نہیں رہتا، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ بند نہیں رہتا، منادی پکارتا ہے: اے بھلائی کے طالب! بھلائی کے کام پہ آگے بڑھ، اور اے برائی کے چاہنے والے! اپنی برائی سے رک جا، ان ایام میں اللہ کچھ لوگوں کی گردن جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے، اور ایسا رمضان کی ہر رات کو ہوتا ہے“۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام باب: مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ وَذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ۔

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت لوگوں کو (جہنم سے) آزاد فرماتا ہے اور یہ (رمضان کی) ہر رات میں ہوتا ہے۔“

(ابن ماجہ ،کتاب الصیام)

رویتِ ہلال

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو، اور چاند دیکھ کر ہی روزے رکھنا ختم کرو، اور اگر چاند بادل کی وجہ سے مشتبہ ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔“

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام،باب: مَاجَاءَ فِي صُومُوالِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوالِرُؤْيَتِهِ)

سحر و افطار

رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کا روزانہ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ روزے کا آغاز سحری کھانے اور اختتام جلد افطاری سے کیا کرتے تھے ۔

سحری کھانے کی اہمیت

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول کریمؐ نے سحری کھانے کے متعلق فرمایا ہے کہ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے آپؐ فرماتے ہیں۔

فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَكْلَةُ السَّحَرِ

"ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا ہی فرق ہے۔" (مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب فضل السحور و تاکید استحبابہ، ۲: ۷۷۱، رقم: ۱۰۹۶)

ایک اور جگہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں ۔

وَهُوَ يَدْعُوا إِلَى السُّحُوْرِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَقَالَ هَلُمُّوْا إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ۔

"آپ ﷺ رمضان المبارک میں سحری کے لئے بلاتے اور ارشاد فرماتے : صبح کے مبارک کھانے کے لئے آؤ۔" (ابن حبان، الصحیح، ۸ : ۲۲۴، رقم : ۳۴۶۵. بیہقی، السنن الکبری، ۶ : ۲۳، رقم : ۷۹۰۵)

روزہ کی نیت

روزہ رکھتے وقت درج ذیل دعا پڑھنی چاہئے :

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔

"میں نے کل کے ماہِ رمضان کے روزے کی نیت کی۔"

روزہ رکھنے کی دعا کسی حدیث میں نہیں ملتی۔ نیت جو دل کے ارادے کا نام ہے کرنا فرض ہے ۔ نیت کا مطلب کسی چیز کا پختہ ارادہ کرنا ہے اور اصطلاحِ شرع میں نیت کا مطلب ہے کسی کام کے کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور قرب حاصل کرنے کا ارادہ کرنا۔

رسول اللہ ﷺ کی دعائے افطار

حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ سَالِمٍ الْمُقَفَّعَ ۔۔۔۔۔۔ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ۔

ترجمہ: مروان بن سالم مقفع کہتے ہیں کہ۔۔۔۔ رسول اللہ ﷺ جب افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے:

"پیاس ختم ہو گئی، رگیں تر ہو گئیں، اور اگر اللہ نے چاہا تو ثواب مل گیا۔"

(سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب القَوْلِ عِنْدَ الإِفْطَارِ)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ۔

معاذ بن زہرہ سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: "اے اللہ! میں نے تیری ہی خاطر روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔"

(سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب القَوْلِ عِنْدَ الإِفْطَارِ)

ملا علی قاری اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے مرقاۃ المفاتیح میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ افطاری کی دعا میں وَبِکَ آمَنْتُ کے الفاظ کی کوئی اصل نہیں مگر یہ الفاظ درست ہیں اور دعائیہ کلمات میں اضافہ کرنا جائز ہے (جس طرح بعض لوگ حج کے موقع پر تلبیہ میں اضافہ کر لیتے ہیں)۔ لہٰذا اس بحث کی روشنی میں ہم اِفطار کے وقت درج ذیل مروجہ دعا پڑھ سکتے ہیں :

اَللّٰهُمَّ إِنِّي لَكَ صُمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ

"اے اللہ! بے شک میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر ہی بھروسہ کیا اور تیرے ہی عطا کیے ہوئے رزق سے میں نے افطار کی۔"

رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی مسواک

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا أُحْصِي أَوْ أَعُدُّ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ، وَيُرْوَى نَحْوُهُ، عَنْ جَابِرٍ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَخُصَّ الصَّائِمَ مِنْ غَيْرِهِ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ، وَقَالَ عَطَاءٌ، وَقَتَادَةُ يَبْتَلِعُ رِيقَهُ۔

"عامر بن ربیعہؓ سے منقول ہے، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزہ کی حالت میں بے شمار دفعہ (وضو میں) مسواک کرتے دیکھانیز ابوہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث بیان کی کہ اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتی تو میں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم وجوباً دے دیتا. اسی طرح کی حدیث جابر اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما کی بھی نبی کریمؐ سے منقول ہے. اس میں نبی کریم ﷺ نے روزہ دار وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں کی. عائشہؓ نے نبی کریمؐ کا یہ فرمان نقل کیا کہ (مسواک) منہ کو پاک رکھنے والی اور رب کی رضا کا سبب ہے اور عطاء اور قتادہ نے کہا روزہ دار اپنا تھوک نگل سکتا ہے۔"

رمضان اوررسول اللہ ﷺ کا قیام اللیل

فرائض سے پہلے اور ان کے بعد کی سنتوں اور اسی طرح نمازِ چاشت کے علاوہ قیامُ اللیل کا بھی خصوصی اہتمام کرنا چاہئے ۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اس کا اہتمام فرماتے تھے ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔

آپ ﷺ نے اس دوران ہمیں قیام نہیں کرایا، یہاں تک کہ صرف سات روزے باقی رہ گئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے تیئسویں کی رات کو ہمارے ساتھ قیام کیا اور اتنی لمبی قرات کی کہ ایک تہائی رات گزر گئی ۔ پھر چوبیسویں رات کو آپؐ نے قیام نہیں کرایا۔ پھر پچیسویں رات کو آپؐ نے قیام کرایا یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ تو میں نے کہا : اے اللہ کے رسولؐ ! کاش آج آپ ساری رات ہی ہمیں قیام کراتے۔رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا:

''جو شخص امام کے ساتھ قیام کرے یہاں تک کہ امام قیام ختم کردے تو اس کیلئے پوری رات کے قیام کا اجر لکھا جاتا ہے ۔''

پھر چھبیسویں رات گذر گئی اور آپؐ نے قیام نہیں کرایا۔ پھر ستائیسویں رات کو آپؐ نے قیام کرایا اور اپنے گھر والوں اور اپنی ازواجِ مطہراتؓ کو بھی بلا لیا۔ اور اتنا لمبا قیام کرایا کہ ہمیں سحری کے فوت ہوجانے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ (ترمذی : ۸۰۶ حسن صحیح ،ابوداود : ۱۳۷۵، نسائی : ۱۶۰۵، ابن ماجہ : ۱۳۲۷)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نماز تہجد کو مت چھوڑو کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس کو کبھی نہ چھوڑتے تھے۔ اگر کبھی بیمار ہوتے یا کسل ہوتا تو بیٹھ کر نماز پڑھتے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ)

رمضان اور نمازِ تراویح

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے بیان کیا میں عمر بن خطابؓ کے ساتھ رمضان کی ایک رات کو مسجد میں گیا۔ سب لوگ متفرق اور منتشر تھے، کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا، اور کچھ کسی کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ اگر میں تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ اچھا ہو گا، چنانچہ اس ارادے کے مطابق آپ نے ابی بن کعبؓ کو ان کا امام بنا دیا۔ پھر ایک رات جو میں ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز (تراویح) پڑھ رہے ہیں۔ عمرؓ نے فرمایا، یہ نیا طریقہ بہتر اور مناسب ہے اور (رات کا) وہ حصہ جس میں یہ لوگ سو جاتے ہیں اس حصہ سے بہتر اور افضل ہے جس میں یہ نماز پڑھتے ہیں۔ آپ کی مراد رات کے آخری حصہ (کی فضیلت) سے تھی کیونکہ لوگ یہ نماز رات کے شروع ہی میں پڑھ لیتے تھے۔

(صحیح البخاري کتاب صَلاۃِ التَّراوِیح، بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ)

رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نمازِ تہجد

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ (تراویح یا تہجد کی نماز) رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے بتلایا کہ

رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ آپؐ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپؐ پہلی چار رکعت پڑھتے، تم ان کے حسن و خوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، پھر چار رکعت پڑھتے، ان کے بھی حسن و خوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، آخر میں تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔ میں نے ایک بار پوچھا، یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا، عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ (صحیح البخاري کتاب صَلاۃِ التَّراوِیح، بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ)

حضرت مسیح موعودؑ اور نمازِ تراویح و تہجد

ایک شخص نے سوال کیا کہ ماہِ رمضان میں نمازِ تراویح آٹھ رکعت باجماعت قبل خفتن مسجد میں پڑھنی چاہیے، یا کہ پچھلی رات کو اٹھ کر اکیلے گھر میں پڑھنی چاہیے؟۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ:

''نماز تراویح کوئی جدا نماز نہیں ۔ دراصل نماز تہجد کی آٹھ رکعت کو اوّل وقت میں پڑھنے کا نام تراویح ہے۔ اور یہ ہر دو صورتیں جائز ہیں جو سوال میں بیان کی گئی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ہر دوطرح پڑھی ہے۔ لیکن اکثر عمل آنحضرت ﷺ کا اس پر تھا کہ آپ پچھلی رات کو گھر میں اکیلے یہ نماز پڑھتے تھے۔۔۔آنحضرت ﷺ کی سنت ِدائمی تو وہی آٹھ رکعت ہے اور آپ ﷺ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے ۔ مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے رات کے اوّل حصہ میں اُسے پڑھا ۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں ۔ مگر آنحضرت ﷺ کی سُنت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی۔''

(ملفوظات جلد ۱۰، صفحہ ۱۸،۱۷۔ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

امرو نہی اور رمضان

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے اس لیے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے) ۔''

روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے، (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھاناپینا اور اپنی شہوت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور (دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی سے دس گنا ہوتا ہے۔''

صدقہ و خیرات و سخاوت

رسول اللہ ﷺ کا ساری عمر کا ایک خاص معمول یہ تھا کہ آپؐ کثرت سے صدقہ خیرات کیا کرتے تھے لیکن جیسے ہی ماہِ رمضان کا آغاز ہو تا آپؐ کی اِس عادتِ مبارکہ میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا، سید الانبیاء ﷺ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کوئی بھی سوالی آپؐ کے در سے خالی ہاتھ واپس نہ جاتا۔ ماہِ رمضان میں باقی گیارہ مہینوں کی نسبت سخاوت اپنے نقطہ عروج پر نظر آتی اس ماہ میں صدقہ خیرات کی بارش نظر آتی۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت جبرائیلؑ آتے تو آپؐ بھلائی کرنے میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے ۔ حضرت جبرائیلؑ کیونکہ رمضان المبارک میں خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے پیغامِ محبت لے کر آتے تھےاورچونکہ عام دنوں کی نسبت جبرائیلؑ کثرت سے آتے تھے اِس لیے رسول اللہ ﷺ جبرائیلؑ کے آنے کی خوشی میں صدقہ خیرات بھی کثرت سے کرتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ:

”نبی کریم ﷺ سخاوت اور خیر کے معاملہ میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپؐ کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبرائیلؑ آپؐ سے رمضان میں ملتے، جبرائیلؑ نبی کریمؐ سے رمضان شریف کی ہر رات میں ملتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔ نبی کریم ﷺ جبرائیلؑ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے، جب جبرائیلؑ آپؐ سے ملنے لگتے تو آپؐ تیز چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہو جایا کرتے تھے۔“ (صحیح البخاری،کتاب الصَّوْمِ-بَابُ أَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي رَمَضَانَ)

تلاوت قرآن کریم

نبی کریم ﷺ پورا رمضان المبارک بہت زیادہ ذوق و شوق سے عبادات کرتے ۔ آپؐ رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآن کریم بہت بڑھا دیتے، فرماتے کہ تلاوتِ قرآن مجید افضل ترین عبادات میں سے ہے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔

”میری امت کی سب سے افضل عبادت تلاوتِ قرآنِ مجید ہے ۔ بلاشبہ قرآنِ مجید کی تلاوت کی بے پناہ اہمیت اور فضیلت ہے، یہ عظیم کتاب رمضان المبارک کے با برکت مہینہ میں نازل ہوئی۔ اِسی لیے رمضان المبارک اور قرآن مجید کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے ۔ لہٰذا رمضان المبارک کے مقدس ماہ میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا اِس عظیم الشان تعلق کو اور بھی مضبوط کرتا ہے۔“

جبرائیلؑ کے ساتھ قرآن کا دور

سرورِ کائنات، محبوبِ خدا ﷺ کی متعدد احادیث اِس بات کا روشن ثبوت اور دلیل ہیں کہ رسولِ کریمؐ رمضان المبارک میں قرآنِ مجید کی تلاوت فرماتے اور جبرائیل امین کو سناتے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل امین رمضان کی ہر رات میں آپ ﷺ سے ملاقات کرتے اور آپؐ کے ساتھ قرآنِ مجید کا دورہ کرتے۔

قیامت کے دن روزہ اور قرآنِ مجید دونوں بندے کی شفاعت کریں گے

قرآن مجید کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب قیامت کے روز کوئی کسی کا والی نہ ہو گا، ہر کسی کو اپنی پڑی ہوگی تو تلاوت قرآنِ مجید کا اہتمام کرنے والوں کی شفاعت قرآن مجید خود کرے گا ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ پیارے آقا ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن روزہ اور قرآنِ مجید دونوں بندے کی شفاعت کریں گے روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اِس شخص کو دن کے وقت کھانے پینے اور دوسری نفسانی خواہشات سے روکے رکھا پس تو اِس شخص کے متعلق میری شفاعت قبول فرما قرآن کہے گا اے میرے رب میں نے اِس شخص کو رات کے وقت جگائے رکھا پس اس کے متعلق میری شفاعت قبول فرما۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ کا اعتکاف

آخری عشرہ کا افضل طریق عبادت اعتکاف کی سنت پر عمل پیرا ہونا ہے ۔ کیونکہ اعتکاف سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیاوی کاموں سے بالکل منقطع ہو کر صرف خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اس کی رضا اور اس کا تقرب حاصل کرنے کیلئے مکمل طور پر یکسو ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ بھی یہ عشرہ اعتکاف میں گذارتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں:

”نبی کریم ﷺ رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف میں گذارتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے محبوبِ حقیقی سے جاملے ۔ پھر آپ کے بعد آپ کی بیویاں اعتکاف بیٹھنے لگیں“ (البخاری: ۲۰۲۶ ، مسلم: ۱۱۷۲)

رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں رسول اللہ ﷺ کا اعتکاف کرنے کا معمول تھا اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری دس دن اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپؐ کا وصال ہو گیا۔ پھر آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواجِ مطہرات نے اعتکاف کیا۔

اِسی سلسلے میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ سرور کائنات ، محبوب خدا ﷺ ہر سال رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف فرماتے تھے اور جس سال آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا اس سال آپؐ نے بیس دن اعتکاف کیا ۔

رسول اللہ ﷺ کی لیلۃ القدر

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایاکہ جس نے ماہِ رمضان کے شروع سے آخر تک تمام نمازیں باجماعت ادا کیں تو اس نے لیلۃ القدر کا بہت بڑا حصہ پالیا۔ گویا صرف آخری دنوں میں تلاش نہ کریں بلکہ سارے رمضان میں پوری عبادات بجا لائیں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا: ”رمضان کا مہینہ شروع ہو گیاہے جو ایک بابرکت مہینہ ہے۔ خداتعالیٰ نے اس کے روزے رکھنا تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں جنت کے د روازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دئے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو اُس کی خیر سے محروم کیا گیا وہ محروم کردیا گیا۔“

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۲۵)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا: ”جو کوئی لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے عبادت کے لیے کھڑا ہو اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

(صحیح البخاری، کتَابُ الصَّوْمِ۔ بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَنِيَّةً)

آخری دس راتوں میں لیلۃالقدر تلاش کرنے کے بارہ میں ایک اور حدیث سے ہمیں کچھ اس طرح سے راہنمائی ملتی ہے۔

بخاری اور مسلم نے ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسولِ کریمﷺ نے بھی اور ہم نے بھی رمضان کی پہلی دس تاریخوں میں اعتکاف کیا۔ اس کے خاتمہ پر حضرت جبرائیلؑ آئے اور رسول کریمﷺ کو خبر دی کہ جس چیز (لیلۃ القدر) کی آپ کو تلاش ہے وہ آگے ہے۔ اس پر آپؐ نے اور ہم سب نے درمیانی دس دنوں کا اعتکاف کیا۔ اس کے خاتمہ پر پھر حضرت جبرئیلؑ نے ظاہر ہو کر آنحضرتﷺ سے کہا کہ جس چیز کی آپ کو تلاش ہے وہ آگے ہے۔ اس پر رسول کریمﷺ نے بیسویں رمضان کی صبح کو تقریر فرمائی اور فرمایاکہ مجھے لیلۃ القدر کی خبر دی گئی تھی مگر میں اُسے بھول گیا ہوں اس لئے اب تم آخری دس راتوں میں سے وتر راتوں میں اس کی تلاش کرو۔ میں نے دیکھا ہے کہ لیلۃ القدر آئی ہے اور میں مٹی اور پانی میں سجدہ کررہاہوں۔ اس وقت مسجد نبوی کی چھت کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی اور جس دن آپ نے یہ تقریر فرمائی بادل کانشان تک نہ تھا۔ پھر یہ روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ اچانک بادل کاایک ٹکڑا آسمان پر ظاہر ہوا اور بارش شروع ہو گئی۔ پھر جب نبی کریمؐ نے ہمیں نماز پڑھائی تو میں نے دیکھا کہ آپ کی پیشانی پر مٹی اور پانی کے نشانات ہیں، ایسا خواب کی تصدیق کے لئے ہوا۔ صحیح بخاری اور مسلم نے اس کو درج کیا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔“ (صحيح البخاري كتَاب فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؛ بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ)

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لیلۃالقدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، جب نو راتیں باقی رہ جائیں یا پانچ راتیں باقی رہ جائیں۔ (یعنی اکیسویں یا تئیسویں یا پچیسویں راتوں میں لیلۃالقدر کو تلاش کرو)۔“ (صحيح البخاري كتَاب فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؛ بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی ایک روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر رمضان کی ستائیسویں رات جمعہ کی رات ہو تووہ خدا کے فضل سے بالعموم لیلۃ القدر ہوتی ہے۔

(روزنامہ الفضل لاہور ۸ جولائی ۱۹۵۰ ء)

لیلۃ القدر کے حصول کے لئے رسول اللہ ﷺ کی دعا

حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ: ”یا رسول اللہ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں؟ حضور اکرمؐ ارشاد فرمایا: پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی

اے اللہ تو بیشک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو، پس مجھے بھی معاف فرمادے ۔“

(مسند احمد ، ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ اور رمضان کا آخری عشرہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہﷺ جب رمضان کے آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو آپ کی راتیں زندہ ہوجاتیں۔آپ کمرِ ہمت کس لیتے،اور اپنے اہل و عیال کو بھی عبادت کے لیے بیدار کرتے۔ آپؓ مزید بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت میں اتنی کوشش کرتے جو اور دنوں میں نہ کرتے۔ (صحیح مسلم کتَاب الِاعْتِكَافِ، باب الِاجْتِهَادِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ)

حضرت عائشہؓ کے الفاظ ’’ شد مئزرہ‘‘ عبادت کی تیاری اور معمول سے بڑھ کر عبادت کی کوشش ہے اوراس کا معنی عبادت میں تیزی بھی ہے ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عورتوں سے علیحدگی سے کنایہ ہے۔ حضرت عائشہؓ کا قول ’’ احیا اللیل ‘‘ کا معنی ہے کہ رات کو نماز وغیرہ کے لیے بیدار رہا کرتے تھے ۔

حضرت ابن عمرؓ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا :

’’عمل کے لحاظ سے ان دنوں یعنی آخری عشرہ سے بڑھ کر خداتعالیٰ کے نزدیک عظمت والے اور محبوب کوئی دن نہیں۔ پس ان ایام میں تہلیل یعنی لاالہ الا اللہ کہنا، اللہ تعالیٰ کی بندگی پوری طرح اختیار کرنا اور تکبیر کہنا اور تحمید کہنا، اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا، بکثرت اختیار کرو۔‘‘

رمضان کا آخری عشرہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’اس آخری عشرہ میں تو پہلے سے بڑھ کر خداتعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ قبولیت دعا کے نظارے پہلے سے بڑھ کر ظاہر کرتا ہے بلکہ ان دنوں میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کہا ہے اور یہ ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس ایک رات کی عبادت انسان کو باخدا انسان بنانے کے لئے کافی ہے‘‘۔ (خطبہ جمعہ ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء)

رمضان اور بابِ ریان

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ

حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

’’جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، ان کے سوا اور کوئی اس میں سے نہیں داخل ہو گا، پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے ۔ جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر کوئی اُس سے داخل نہ ہو گا۔‘‘

(بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، ۲ : ۶۷۱، رقم : ۱۷۹۷)

رمضان۔ حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت

’’رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں ۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور دیگر تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے ، دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیے ایک جوش اور حرارت پیدا کرتا ہے ۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا ۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لیے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لیے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی ۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اُس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلداوّل صفحہ ۱۹۴)

انسان جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے ، کشفی قوتیں بڑھتی ہیں

’’روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے، بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے، اُنہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے۔‘‘ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۰۲، ایڈیشن ۲۰۰۳ء مطبوعہ ربوہ)

یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کے دن ہیں

’’میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کے دن ہیں۔‘‘ (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء، صفحہ ۵)

برکاتِ رمضان اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعائیں

اس مضمون کا اختتام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بعض خطباتِ جمعہ کے اختتامی الفاظ سے بہتر ممکن نہیں تھا اس غرض سے پیارے آقا کےاس ذیل میں بعض انتہائی پر اثر الفاظ تحریر خدمت ہیں۔

’’خدا کرے کہ رمضان کی برکات ہماری زندگیوں کا مستقل حصہ بن جائیں۔ جو نیکیاں ہم نے اپنا لی ہیں ان کو کبھی چھوڑنے والے نہ ہوں۔ اور جو برائیاں ہم

نے ترک کی ہیں وہ کبھی دوبارہ ہمارے اندر داخل نہ ہوں۔ ہماری اولاد در اولاد اور آئندہ نسلیں بھی خداتعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والی اور نیکیوں پر چلنے والی ہوں۔ آمین!"

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء)

ایک اور موقع پر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ ہمیں اس عشرہ سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور جن مقاصد کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے ان مقاصد کو پورے ہوتے ہوئے ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے جھنڈے تلے لانے کے نظارے ہمیں دکھائے اور ان دنوں میں کل دنیا کے احمدیوں کے لئے بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محفوظ رکھے اور حقیقی اور سچا مسلمان بنائے۔۔۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں اِن دنوں میں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے جلد فتح کے سامان پیدا فرمائے۔آمین!"

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۴ نومبر ۲۰۰۳ء)

جامعہ احمدیہ کینیڈا کی توسیع کا منصوبہ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر جماعت کینیڈا بیت الاسلام پراپرٹی پر جامعہ احمدیہ (فیز 1) کی توسیع کے لئے ایک الگ بلڈنگ کی تعمیر کا منصوبہ شروع کر چکی ہے۔

سب سے اچھی انویسمنٹ یا تجارت تو خدا کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے پیسے رکھتا نہیں بلکہ بڑھا کر واپس کرتا ہے۔ اسی لئے جب بھی احبابِ جماعت کو مدد کے لئے کہا جاتا ہے تو ہمیشہ انھوں نے استطاعت سے بڑھ کر قربانیاں پیش کی ہیں ۔ خدام اور انصار تو آگے بڑھ کر خدمت اور مدد کرنے والے ہوتے ہیں۔اسی طرح ہماری تاریخ گواہ ہے کہ خواتین قربانیوں میں کبھی پیچھے نہیں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بھی ہماری بہنیں پہلے کی طرح اس کام میں بھی بھر پور مدد کریں گی۔

آئیے ہم سب فاستبقوالخیرات کے مضمون کو سامنے رکھتے ہوئے ،دل کھول کر جامعہ کے لئے ادائیگی کریں تا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں۔

مکرم لال خان ملک صاحب ۔امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

رسولِ کریم ﷺ کی قرآنِ مجید سے محبّت کے مختلف انداز

سہیل احمد ثاقب ۔ قائد تعلیمِ القرآن و وقفِ عارضی مجلس انصار اللہ کینیڈا

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں عنایت کردہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور چشمہ ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ پر تقریباً ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبیؐ کواس کے روحانی کمالات کی بِناء پر'خاتم النّبیین' کے خطاب سے نوازااور آپؐ پر نازل شدہ کتاب 'خاتم الکتب' کا مقام پانے والی ٹھہری ۔ اسی مضمون کی بابت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام یوں تحریر فرماتے ہیں:

''خاتم النّبیین کا لفظ جو آنحضرت ﷺ پر بولا گیا، بجائے خود چاہتاہےاور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں کیونکہ کلامِ الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوتِ قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے اسی قدر قوت و شوکت اس کلام کی ہوتی ہے ۔آنحضرت ﷺ کی قوّتِ قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہو گا۔ اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آنحضرتؐ کی استعداد اور قوتِ قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقاماتِ کمال آپ ﷺ پر ختم ہوچکے تھے اور آپ ﷺ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ اس مقام پر قرآن شریف جو آپ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ اور جیسے نبوت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہوگئے۔ آپ خاتم النّبیّن ٹھہرے اور آپ ﷺ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۶،ایڈیشن ۲۰۰۳ء)

حضرت رسولِ کریم ﷺ نے قرآنِ کریم سے محبت وعشق کے ایسے متنوع انداز ہمارے لیےبطور اُسوۂ حسنہ چھوڑے ہیں کہ جن کو اگر ہم اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں تو قرآنِ کریم کے توسط سے ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے والے بن جائیں گے۔

قارئین! آئیے اپنے پیارے رسول ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں قرآن کریم سے محبت اور عشق کے مختلف انداز دیکھتے ہیں ۔

قرآنِ کریم کو خوش الحانی سے پڑھنا

رسولِ کریم ﷺ کی قرآنِ کریم سے محبت و عشق کا ہی یہ انداز تھا کہ آپؐ نے قرآنِ کریم کو جلدی جلدی پڑھ کر ختم کرنے کو ناپسند فرمایا۔ آپؐ چاہتے تھے کہ ہم اس کتابِ رحماں کو نہایت پیار سے سنوار کر اور خوش الحانی سے پڑھا کریں۔ (سنن ابی داؤد،کتاب الوتر،باب استحباب الترتیل فی القراۃ)

حتّٰی کہ آپؐ نے ایک بار خوش الحانی سے پڑھنے کی اس قدر تاکید کی کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص قرآنِ کریم کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (سنن ابی داؤد،کتاب الوتر،باب استحباب الترتیل فی القراۃ)

گویا آپ ﷺ کے نزدیک قرآن کریم کو محبت سے اورخوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک طرح کی عبادت تھی ایسا ہی حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بھی قرآنِ کریم کو خوش الحانی سے پڑھنے کو ایک طرح کی عبادت قرار دیا ہے۔ (الحکم مارچ ۱۹۰۳)

قرآنِ کریم کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا

قرآنِ کریم سے محبت کا ایک یہ بھی آپؐ کا انداز تھا کہ آپؐ نمازوں کے دوران پڑھی جانے والی آیات کے معانی پر غور فرماتے اور نہایت انہماک سے اور ٹھہر ٹھہر کر نماز میں تلاوت فرماتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ نمازِ فجر میں میں سورۃ المؤمنون کی تلاوت کرتے ہوئے جب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا ذکر آیا تو خشیتِ الٰہی کے سبب آپؐ کو کھانسی شروع ہوگئی جس پر آپؐ کو رکعت ختم کر کے رکوع کرنا پڑا۔ (مسلم،کتاب الصلوٰۃ، باب القرآۃ فی الصبح)

اسی طرح حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا گواہی دیتی ہیں کہ آپؐ قرآنِ کریم کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کرتے ۔ جس کی مثال نے اس طرح دی کہ آپؐ الحمد للہ ربّ العالمین پڑھ کر توقف فرماتے پھر الرّحمان الرّحیم پڑھتے اور پھر توقف فرماتے۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن)

حضرت انس سے جب نبی کریم ﷺ کی قرأت کی بابت استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب استحباب الترتیل فی القراۃ)

قرآنِ کریم کو جلدی جلدی ختم نہ کرنا

آپ ﷺ کی قرآنِ کریم سے محبت کا ایک اور انداز ملاحظہ ہو کہ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا:

" قرآنِ کریم کی تلاوت ایک ماہ میں مکمل کیا کرو۔ اس پر میَں نے عرض کیا کہ میں تو اس سے جلدی پڑھنے کی قوت پاتا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ایک ہفتہ میں مکمل کر لیا کرو اس سے پہلے تلاوتِ قرآن مکمل نہ کرنا۔"

(صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فی کم یقرء القرآن)

قرآنِ کریم کی آیات پر دعائیہ کلمات کہنا

حضور ﷺ کی محبتِ قرآن کا ایک یہ بھی انداز ہمیں نظر آتا ہے کہ نماز میں تلاوت کرتے ہوئے جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بابت کوئی آیت آتی تو آپؐ ٹھہر کر اللہ تعالیٰ کی رحمت مانگتے اور جب عذاب الٰہی کا ذکر آتا تو آپؐ رُک کر عذاب سے پناہ مانگتے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب ما یقول الرجل فی رکوعہ و سجودہ)

فتح مکہ کے دن جب اللہ تعالیٰ کے وعدہ پورا ہونے کا دن تھا اور ہر طرف خوشی اور فتح کے جذبات تھے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے طور پر اپنے اونٹ پر سوار سورۃ الفتح کی آیات کو بار بار دُہراتے نظر آتے ہیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب استحباب الترتیل فی القراۃ)

فرشتوں کے حصار میں آنا

رسولِ کریم ﷺ کو قرآنِ شریف سے ایسا دلی لگاؤ تھا کہ آپؐ چاہتے تھے کہ ہم بحیثیت مسلمان تمام مل کر اللہ تعالیٰ کی اس پیاری کتاب کو پڑھا کریں جس کے نتیجہ میں ہم فرشتوں کے حصار میں آجائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سکینت کے مورد ٹھہریں گے۔

(سنن ابی داود کتاب الوتر، باب فی ثواب قرآۃ القرآن)

چنانچہ آپؐ کی خواہش تھی کہ سب مسلمان اس کتاب کو دن رات پڑھنے والے ہوں۔ اور ہمارا کوئی دن ایسا نہ گذرے جس میں قرآنِ کریم کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑھا گیا ہو۔ چنانچہ آپ ﷺ مسلمانوں کی حقیقی فلاح اور کامیابی اسی امر میں پنہاں سمجھتے تھے کہ وہ قرآن ِکریم سے ایسی محبت کرنے والے ہوں کہ اس کو پڑھے بغیر رات کو مت سوئیں اور دن رات اس کی نا صرف تلاوت کریں بلکہ اس کے معانی پر غور و فکر کرنے والے ہوں۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، الباب الاول)

قرآن کریم کو سننا

حضور ﷺ کی قرآنِ مجید سے محبت کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ آپؐ دوسروں سے اس کی تلاوت کو سننا پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے بارے میں ملتا ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے آپ سے قرآنِ کریم سننے کی خواہش کا اظہار فرمایا تو حضرت عبد اللہؓ نے تعجب سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ! میَں آپ کو پڑھ کر سناؤں؟ حالانکہ آپؐ پر قرآن ِکریم نازل ہوا ہے۔" اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ "میں پسند کرتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی اور سے قرآنِ کریم سنوں۔"

(صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب قول المقری للقاری حسبک)

قرآنِ کریم کے احکامات کی پیروی کرنا

قرآنِ مجید سے محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم اس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں اور اپنی زندگیاں اس کی تعلیمات کی روشنی میں گذارنے والے ہوں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

"جو مومن قرآنِ کریم پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں اور ایسے منافق کی مثال جو قرآنِ کریم پڑھتا ہے اس خوشبودار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے مگر مزہ کڑوا ہے۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآنِ کریم نہیں پڑھتا ایسے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی کڑوا ہے اور خوشبو بھی کڑوی ہے۔"

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رائ بقراۃ القرآن او تاکل بہ، او فجر بہ)

حضرت عائشہؓ کی گواہی

قرآنِ کریم کے احکامات اور تعلیمات پر ہمارے پیارے رسول ﷺ نے خود عمل کر کے ہمارے لیے ایک بہترین اسوۃ کی مثال قائم کردی ہے یہی وجہ ہے کہ جب ایک بار حضرت عائشہؓ سے جب آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کیا تم قرآنِ کریم نہیں پڑھتے؟ یعنی رسول ِکریم ﷺ کا عمل عین قرآنی تعلیمات کے مطابق تھا لہٰذا آپؐ کے اخلاق بھی قرآنی احکامات اور تعلیمات کے مطابق تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب جامع صلاۃ اللیل و من نام عنہ او مرض)

تاج پہنائے جائیں گے

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم خود بھی سیکھتا ہے اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔" (صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن)

چنانچہ یہ امر آنحضرت ﷺ کی قرآنِ کریم سے محبت کا عکاس ہے کہ آپؐ نے ہمیشہ قرآن کریم کو پڑھانے والوں کو بھی ایک خاص مقام سے نوازا ہے۔ اسی طرح آپؐ نے فرمایا کہ جو والدین اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی طرف خاص توجہ دیتے ہیں اور پھر ان کے بچے قرآنِ کریم کی تعلیمات پر چلتے ہیں تو قیامت کے روز ایسے شخص کے والدین کو اللہ تعالیٰ دوتاج پہنائے گا جن کی روشنی سورج کی چمک سے بھی زیادہ ہو گی۔ (سنن ابی داؤد کتاب الوتر، باب فی ثواب قرآۃ القرآن)

اہل اللہ کون ہوتے ہیں؟

ایک مرتبہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ اہل اللہ ہوتے ہیں۔ اس پر آپؐ سے پوچھا گیا اہل اللہ کون ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن والے اہل اللہ اوراللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ بیروت)۔ لہٰذا اگر ہم اہل اللہ کے گروہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں قرآنِ کریم کو مہجور کی طرح نہیں چھوڑ دینا چاہیے۔ انسان جب اللہ تعالیٰ سے دوری اختیار کرلیتا ہے تو آہستہ آہستہ اس کا دل زنگ آلودہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دلوں کو صیقل کرنے کے لیے اور ان کا زنگ اتارنے کا ایک نسخہ حضورصلیّ اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا بھی تجویز فرمایا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الفضائل القرآن ، الفصل الثالث)

پس ہمیں ہمیشہ اپنے آپ کو قرآنِ مجید کے ساتھ وابستہ رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم اپنے دلوں کے زنگ اُتار کر اہل اللہ کے گروہ میں شامل ہونے والے ہوں اور اس پاک کتاب کو پڑھ کر اس کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے والے ہوں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق فرمائے۔ آمین!

"ہر رمضان ہمارے لئے ایک نئی پیدائش کی خوشخبری لے کر آتا ہے۔ اگر ہم ان شرطوں کے ساتھ رمضان میں سے گزر جائیں جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہیں تو گویا ہر سال ایک نئی روحانی پیدائش ہوگی اور گزشتہ تمام گناہوں کے داغ دھل جائیں گے۔"

خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۶ء

آنحضرت ﷺ کی عباداتِ الٰہیہ

طارق حیدر (زعیم مجلس انصار اللہ ونڈسر - کینیڈا)

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں آنحضور ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۳﴾

''پس جیسے تجھے حکم دیا جاتا ہے (اس پر) مضبوطی سے قائم ہو جا اور وہ بھی (قائم ہو جائیں) جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ یقیناً وہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔''

(القرآن ؛ ھود۔۱۱۳)

اگرچہ آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازوال روحانی قوت ودیت کی گئی ، مگر اس کے باوجود آپؐ کی تمام زندگی اپنے رب کے حضور سربسجود نظر آتی ہے ؛ حضرت ابو ھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا:

''اللہ تعالی نے مجھ پر اپنے محامد اور ثناء کے معارف اس طور پر کھولے ہیں کہ مجھ سے قبل کسی اور شخص پر اس طرح نہیں کھولے۔''

(صحیح بخاری ، کتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل)

ہمارے ھادیٔ کامل ،فخرِ دو جہاں محمدِ عربی ﷺ کی ذاتِ مبارکہ اخلاق کا وہ بہترین نمونہ ہے کہ آپؐ کی ذات سے منسلک ہر انسان پر اس کی ایک گہری چھاپ نظر آتی ہے ، بطورِ خاص آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیھم پر، جو اپنی ذات کو آپؐ کے رنگ میں رنگین کرنے کی جستجو میں بے دریغ جان، مال اور عزّت کی قربانیاں دیتے ہوئے سرخرو ہوئے۔ ہم آج بھی جب تاریخ کے اوراق پلٹتے ہیں تو ورطہء حیرت میں ڈوب جاتے ہیں کہ وہ کیا ماجرا تھا کہ عرب کے وحشی اور خون کے پیاسے حِلم و بردباری میں لاثانی بنا دیئے گئے اور کیونکر ممکن ہوا کہ نخوت سے لبریز عرب کے سردار اپنا سب کچھ چھوڑ کر آپؐ کے در پر آبیٹھے۔ یقیناً یہ آپؐ کی شبانہ روز عبادات ہی کا نتیجہ تھا کہ جانی دشمن بھی جانثار ساتھی بن گئے۔ اپنے رب کی رفاقت کو پانے کے لیے جس کٹھن راہ پر چل کر آپ ﷺ نے یہ مراحل عبور کئے اس کی نظیر تاریخ میں اور کہیں نہیں ملتی۔

حضرت عطاؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں، ابنِ عمرؓ اور عبیداللہ بن عمرؓ کے ساتھ، حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ سے عرض کی : '' مجھے آنحضرت ﷺ کی کوئی عجیب ترین بات بتائیے جو آپ نے نبی کریمؐ سے دیکھ رکھی ہو۔ اس پر حضرت عائشہؓ آپؐ کی یاد سے بیتاب ہو کر رو پڑیں اور کہنے لگیں کہ آنحضورؐ کی ہر ادا ہی نرالی ہوتی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضورؐ ایک رات میرے پاس تشریف لائے۔ میرے ساتھ میرے بستر میں لیٹے پھر آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! کیا آج کی رات تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کر لوں۔ میں نے کہا خدا کی قسم! مجھے تو آپؐ کی خواہش کا احترام ہے اور آپ کا قرب پسند ہے۔ میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔ تب آپ اٹھے اور مشکیزہ سے وضو کیا۔ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور نماز میں اس قدر روئے کہ آپؐ کے آنسو آپؐ کے سینہ پر گرنے لگے۔ نماز کے بعد آپؐ دائیں طرف ٹیک لگا کر اس طرح بیٹھ گئے کہ آپؐ کا دایاں ہاتھ آپؐ کے دائیں رخسار پر تھا۔ آپؐ نے پھر رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپؐ کے آنسو زمین پر ٹپکنے لگے۔ آپؐ اسی حالت میں تھے کہ فجر کی اذان دینے کے بعد بلالؓ آئے جب انہوں نے آپ کو اس طرح گریہ و زاری کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یارسول اللہ! آپؐ اتنا کیوں روتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ آپ کے گزشتہ اور آئندہ ہونے والے سارے گناہ بخش چکا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

(تفسیر روح البیان زیر تفسیر سورہ آل عمران آیت ۱۹۲-۱۹۱)

آپ ﷺ کو اپنے رب کی عبادت میں کمال سرور میسر آتا تھا کہ لکھنے والے کے الفاظ بیان سے عاجز ہیں ،آپ ﷺ راتوں کو اٹھ کر جب نماز پڑھتے تو اپنے رب کے حضورؐ گریہ وزاری کا یہ عالم ہوتا کہ آپ ﷺ کے سینے سے نکلتی آوازیں گویا کسی چکی کے چلنے کی آوازیں ہوتیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

آپ ﷺ کی ذات دنیاوی دلچسپیوں سے بیزار تھی، آپؐ غارِ حرا کی تنہائی میں جا کر اپنے رب کو پکارتے اور اس سے لطف اندوز ہوتے ، آپؐ کی اپنے رب سے یہ قرابت کچھ ایسی تھی کہ اہلِ مکہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ محمد ﷺ تو اپنے رب پر عاشق ہے۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ آپؐ ہر لحظہ اور ہر آن اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

آپ ﷺ کو جب کوئی خوش خبری ملتی تو سجدہ ریز ہو جاتے اور شکر بجا لاتے ، نیا کپڑا پہنتے تو اللہ کی حمد بجا لاتے ۔ اپنی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی ''فتح مکہ'' کے موقع پر جب مکہ میں داخل ہوئے تو نبیوں کے سردار ﷺ کا سر جھکتے جھکتے اس اونٹی کی پالان

کو چھو رہا تھا جس پر آپ ﷺ سوار تھے اور لب پر دعا تھی کہ اے اللہ تو پاک ہے اپنی حمد و تعریف کے ساتھ ۔ (سیرت ابن ہشام)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں:

''ایک رات حضورؐ میرے پاس تشریف لائے۔ حضورؐ سونے کے لئے لیٹے مگر سوئے نہیں۔ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑا اوڑھ لیا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میرے دل میں سخت غیرت پیدا ہوئی۔ میں نے خیال کیا کہ حضورؐ شاید میری کسی سوکن کے ہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ تو کہتی ہیں کہ میں آپ کے تعاقب میں گئی تو میں نے آپؐ کو بقیع قبرستان میں دیکھا۔ آپؐ مومن مردوں، عورتوں اور شہداء کے لئے مغفرت طلب کر رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے اپنے دل میں کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ اپنے رب کی طلب میں لگے ہوئے ہیں اور میں دنیا کے خیالات میں ہوں۔یہ کہتی میں جلدی جلدی وہاں سے واپس آ گئی۔ کچھ دیر کے بعد حضورؐ بھی تشریف لے آئے جبکہ ابھی تیز چلنے کی وجہ سے میرا سانس پھولا ہوا تھا تو حضورؐ نے دریافت کیا کہ اے عائشہ! تیرا سانس کیوں پھولا ہوا ہے؟ تو میں نے حضور کو ساری بات بتائی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اے عائشہ ! کیا تجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیری حق تلفی کریں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ جبرائیلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ یہ نصف شعبان کی رات ہے اس رات میں اللہ تعالیٰ ایک بھیڑ کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگوں کو آگ سے نجات بخشتا ہے۔ یعنی کثرت سے نجات بخشتا ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ نہ کسی مشرک پر نظر کرتا ہے اور نہ کسی کینہ پرور پر۔ نہ قطع رحمی کرنے والے پر اور نہ تکبر سے کپڑے لٹکانے والے پر۔ اور نہ والدین کی نافرمانی کرنے والے پر اور نہ کسی شراب خور پر۔ پھر فرمایا کہ اے عائشہ کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں آج کی باقی رات بھی عبادت میں گزاروں۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، ضرور۔ تب حضور نے نماز شروع کی اور اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے وہم ہوا کہ شاید آپؐ کا دم نکل گیا ہے۔ کہتی ہیں میں نے ٹٹول کر آپ کے پاؤں کو چھوا تو آپ کے پاؤں میں حرکت پیدا ہوئی۔ میں نے آپ کو سجدے میں دعائیں کرتے سنا۔ صبح حضورؐ نے فرمایا کہ جو دعائیں میں رات سجدے میں کر رہا تھا وہ جبرائیلؑ نے مجھے سکھائی تھیں اور مجھے حکم دیا تھا کہ میں سجدوں میں ان کو بار بار دہراؤں۔''

(تفسیر الدر المنثور۔ تفسیر سورۃ دخان۔ آیت نمبر ۴)

حضرت مسیح موعودؑ آنحضور ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت و عبادات کے نتیجہ میں صحرائے عرب میں ہونے والے معجزے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا ہی پکا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ جب وہ ان حالات کو دیکھے گا جو آنحضرتؐ سے پہلے عرب کے تھے اور پھر اس تبدیلی پر نظر کرے گا جو آپؐ کی تعلیم اور تاثیر سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپؐ کی حقانیت کی شہادت دینی پڑے گی۔'' لیکن بعض ایسے اندھے ہوتے ہیں جو اس طرح جائزہ نہیں لیتے یا دیکھتے ہیں تو آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ فرمایا: ''موٹی سی بات ہے کہ قرآنِ مجید نے ان کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے یعنی وہ اس طرح کھاتے ہیں جس طرح جانور کھا رہے ہوتے ہیں یَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ (القرآن ؛ محمد:۱۳) یہ تو ان کی کفر کی حالت تھی، لیکن پھر آنحضرتؐ کی پاک تاثیرات نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی یہ حالت ہو گئی کہ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (القرآن ؛ الفرقان:۶۵) یعنی وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں۔ جو تبدیلی آنحضرتؐ نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انہیں پہنچایا اس ساری حالت کے نقشہ کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان انقلاب ہے جو آپ نے کیا۔ دنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں۔ یہ واقعات ہیں جن کی سچائی کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑا ہے۔''

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۱۷ جدید ایڈیشن)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

''ہر ایسا شخص جو اللہ کا خوف رکھتا ہے اس کو آخرت کا یقین ہے اور اگر اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر حساب کتاب کا خوف ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بننا چاہتا ہے تو اس کو لازماً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کی پیروی کرنا ہو گی کیونکہ یہ اعلیٰ نمونے، یہ اعلیٰ اخلاق، یہ اعلیٰ مثالیں صرف اور صرف حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی مل سکتی ہیں۔''

(خطبات مسرور جلد سوم صفحہ ۱۰۸)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ کا کامل فرمانبردار بنائے —آمین!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ۔ چند سوالات

انصر رضا۔ واقفِ زندگی۔ کینیڈا

قرآنِ کریم کا یہ اسلوب اور طریق کار ہے کہ وہ یہودونصاریٰ سمیت منکرین و مخالفین انبیاء سے ان کے عقائد و اعمال کے متعلق معقولی بنیادوں پر سوالات کرکے انہیں حق کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ ان سوالات کا ایک نمونہ سورۃ الواقعہ میں ملتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرتا ہے کہ یہ جو منی کا قطرہ تم گراتے ہو اس سے اولاد تم تخلیق کرتے ہو یا ہم تخلیق کرتے ہیں؛ جو کاشت کاری تم کرتے ہو اس سے فصل تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں: وہ پانی جو تم پیتے ہو اسے بادلوں سے تم برساتے ہو یا ہم برساتے ہیں؛ وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو اسے تم جلاتے ہو یا ہم جلاتے ہیں، وغیرہ۔

اسی اسلوب کی پیروی میں غیراحمدی علماء اور عوام سے چند معقولی سوالات کئے جارہے ہیں جن کا مقصد انہیں ملزموں کی طرح کٹہرے میں کھڑا کرکے ان پر جرح کرنا نہیں بلکہ یہ توقع ہے کہ وہ اِن کے جوابات دے کر یا کم از کم ان پر غور و فکر کرکے حق و باطل میں فرق جاننے کی کوشش کریں گے۔اس کے ساتھ ساتھ انہیں یہ متنبہ کرنا بھی مقصود ہے کہ ان کے علماء انہیں قرآن و سنت اور عقل و فہم کی مخالف سمت اور ڈگر پر بہکائے لئے جارہے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَیۡرُ اللّٰہِ یَرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۫ۖ فَاَنّٰی تُؤۡفَکُوۡنَ

’’کیا اللہ کے سوا بھی کوئی خالق ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق عطا کرتا ہے؟ کوئی معبود نہیں مگر وہ۔ پس تم کہاں اُلٹے پھرائے جاتے ہو۔‘‘ ﴿سورہ فاطر ۳۵:۴﴾

یہ عام تجربے کی بات ہے کہ غیراحمدیوں کی طرف سے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کی تردید میں سورۃ الاحزاب کی آیت خاتم النبیین کے بعد سب سے زیادہ جو آیت یا اس کا ایک حصہ پیش کیا جاتا ہے وہ سورۃ المائدہ کی یہ آیت ہے۔

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ...

’’آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔‘‘ ﴿سورۃ المائدۃ۔۵:۴﴾

یہ آیت پیش کرکے مخالفینِ احمدیت یہ استنباط کرتے ہیں کہ چونکہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے ذریعے دین اسلام اکمل ہوچکا ہے اس لئے ان کے بعد کسی رسول اور نبی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے اس استنباط و استدلال پر متعدد سوالات پیدا ہوتے ہیں جن کے جوابات غیراحمدی علماء اور عوام کے ذمے ہیں۔ انہی جوابات سے معلوم ہوگا کہ آیا ان کا یہ استدلال ان کے قرآن و سنّت کے فہم اور علم پر مبنی ہے یا اس کی بنیاد محض احمدیت کی مخالفت پر ہے۔

* الیوم کا کیا مطلب ہے؟
* اکمل کا کیا مطلب ہے؟
* دین کسے کہتے ہیں؟
* نعمت سے کیا مراد ہے؟
* اتمام کا کیا مطلب ہے؟
* کیا یہ اتمام نعمت صرف نبی اکرمؐ اور مسلمانوں پر ہی ہوا یا اس سے پہلے بھی کسی اور نبی اور اس کی قوم پر ہوچکا ہے؟
* اکمال و اتمام میں کیا فرق ہے؟
* دین کے ساتھ اکمال اور نعمت کے ساتھ اتمام کا کیوں ذکر ہوا؟
* اکمل دین کی تعریف کیا ہے؟
* یہ ایک دعویٰ ہے کہ دین اسلام اکمل کردیا گیا ہے۔ اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے؟
* یہ آیت نبی اکرم ﷺ پر حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی جس کے بعد نبی اکرمؐ تقریباً تین ماہ زندہ رہے۔ کیا اس دوران کوئی اور آیت یا وحی نازل نہیں ہوئی؟ اگر نازل ہوئی تو کیا وہ دین کا حصہ نہیں ہے؟ اس عرصہ کے دوران نبی اکرمؐ نے جو اعمال کئے یا جو اقوال ارشاد فرمائے کیا وہ دین کا حصہ نہیں ہیں؟
* کتبِ احادیث نبی اکرم ﷺ کی وفات کے ڈھائی سو سال بعد مرتب ہونی شروع ہوئیں۔ اسی طرح کتبِ فقہ بھی اسی عرصہ میں لکھی گئیں۔ کیا یہ کتب بھی دین کا حصہ ہیں؟ اگر ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس روز وہ آیت نازل ہوئی تھی اُس روز دین اکمل نہیں ہوا تھا ؟
* کیا نبی اکرم ﷺ کی دنیا میں آمد کا یا آپؐ کی بعثت کا صرف یہی ایک مقصد تھا کہ ان کے ذریعے دین اکمل ہوجائے اور بقول غیراحمدی دوستوں کے نبوت کا سلسلہ ختم ہوجائے؟
* اگر آپ کے نزدیک اسلام اکمل دین ہے تو پھر آپ کی سیاست، معیشت، رسومات اور معاشرت مغربی اور روایتی غیراسلامی بنیادوں پر کیوں ہیں؟ کیا اکمل دین ان تمام موضوعات پر کوئی تعلیم پیش نہیں کرتا جس بناء پر آپ کو غیر مسلموں سے یہ سب تعلیمات مستعار لینی پڑیں۔ یا اگر پیش کرتا ہے تو کیا، نعوذ باللہ وہ تعلیمات ناقص ہیں یا پھر آپ کے خیال میں وہ آج کے دور میں ناقابل عمل ہیں؟

* اگر آپ کے نزدیک دین اسلام اکمل ہے تو پھر آپ کے علماء و دانشوران سمیت ہر طبقے کے لوگ معترف کیوں ہیں کہ پوری دنیا کے مسلمان مسلمان ممالک اور معاشرے دینی، اخلاقی اور روحانی زوال کا شکار ہیں؟

* کیا یہ خلافِ عقل نہیں کہ کسی مریض کے مرض میں مسلسل اضافہ ہوتا جائے، اس کے سرہانے پڑی دوا اکمل ہو اور خود مریض اور اس کے لواحقین اس دوا کے اکمل ہونے کا اعتراف کرتے رہیں لیکن اسے استعمال نہ کریں؟

جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے، غیراحمدی علماء اور ان کی اندھادھند پیروی کرنے والے عوام قرآن و سنت کے علم و فہم کی بنیاد پر نہیں بلکہ محض احمدیت کی مخالفت میں یہ استدلال کرتے ہیں کہ اسلام ہر طرح سے مکمل ہوچکا ہے اس لئے ہمیں کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ غیراحمدی علماء اور عوام دونوں سے مندرجہ بالا سوالات کرکے انہیں ان پر غوروفکر کی دعوت دی جائے ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل و دماغ کو روشن کرے، انہیں بصیرت اور شرح صدر عطا فرمائے اور وہ اپنے آباء و علماء کی اندھی پیروی اور احمدیت کی مخالفت، نفرت اور تعصب سے اپنے سینوں کو صاف کرتے ہوئے قرآن و سنت کی روشنی میں خداداد عقل و فہم استعمال کرتے ہوئے ان سوالات پر غور کریں اور درست نتیجے تک پہنچنے کی توفیق پائیں۔ آمین!

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ

”اے ہمارے ربّ! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کردے اور تُو فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔“ (الاعراف۔۷:۹۰)

قدرتِ ثانیہ ایک الٰہی نشان

” یہ وقت تمام انبیاء کے متبعین کو دیکھنا پڑتا ہے اور اس میں ایک نشان خدا تعالیٰ دکھاتا ہے، نبی کی وفات کے بعد اس سلسلہ کو قائم رکھ کر اللہ تعالیٰ یہ دکھانا چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ در اصل خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، بعض نادان لوگ نبی کے زمانہ میں کہاکرتے ہیں کہ یہ ایک ہوشیار اور چالاک آدمی ہے اور دکاندار ہے کسی اتفاق سے اس کی دکان چل پڑی ہے لیکن اس کے مرنے کے بعد یہ سب کاروبار تباہ ہو جاوے گا تب اللہ تعالیٰ نبی کی وفات کے وقت ایک زبردست ہاتھ دکھاتا ہے اور اس کے سلسلہ کو نئے سرے سے پھر قائم کرتا ہے۔آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت بھی ایسا ہی ہوا تھا .... تب خدا تعالیٰ نے ابو بکرؓ کو اٹھایا اور تمام کاروبار اسی طرح جاری رہا، اگر انسان کا کاروبار ہوتا تو اس وقت ادھورا رہ جاتا... اللہ تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کا ایک نمونہ دکھانا چاہتا ہے۔“

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲ ۔ایڈیشن ۲۰۰۳ء مطبوعہ ربوہ)

ہر احمدی کو قلم چلانے کی مشق کرنی چاہئے

خالد محمود شرما۔ ایڈیشنل قائد تعلیم مجلس انصار اللہ کینیڈا

قیادت تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر سال مضمون نویسی کے مقابلے منعقد کرواتی ہے۔جس کا مقصد انصار بھائیوں میں مضمون نویسی کا شعور اجاگر کرنا اور قلم چلانے کی مشق کرانا ہے۔جب ہم مضمون نویسی کی طرف متوجہ ہونگے تو مطالعہ کرنے کا شوق بھی بڑھے گا ۔یہاں کینیڈا میں جماعتی میگزین "احمدیہ گزٹ" اور متعدد ذیلی تنظیموں کے رسائل شائع ہوتے ہیں جن میں "نحنُ انصاراللہ " قابل ذکر ہے۔ان کے علاوہ بھی جماعت احمدیہ کے بہت سے مرکزی اخبارات ورسائل کا اجراء خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جاری ہے ۔ہم میں سے اکثر انصار بھائی پاکستان سے ہجرت کرکے یہاں اس ملک میں آباد ہوئے ہیں، یہاں پر تو ہمیں تحریر و تقریر اور اپنے مذہب کے پرچار کی مکمل آزادی ہے لیکن پاکستان میں ہمارے قلم کو بندشوں میں جکڑ دیا گیا ہے یہاں تک کے جبراً ہمارے رسائل و اخبارات کا اجراء تک منقطع کر دیا گیا۔ اب اِس ملک کی آزادی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے شکرانے کے طور پر ہمیں اپنے قلم کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے تربیتی اور تبلیغی میدانوں میں مصروف عمل ہونے کی ضرورت ہے۔

آئیے ہم سب خداتعالیٰ کی طرف سے "سلطان القلم" کا لقب پانے والے کے مددگار بن کر قلمی جہاد میں اس کے شریک ہوں ۔ آج خاکسار کو اس تحریر کے ذریعے اپنے پیارے انصار بھائیوں سے "نحنُ انصا راللہ" اور دیگر جماعتی اخبارات ورسائل کے لئے مضامین لکھنے کی درخواست سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی زبان مبارک سے کرنی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ جنوری ۱۹۲۴ء میں فرماتے ہیں :

"ہم چاہتے ہیں کہ اسلام دنیامیں پھیل جائے اور صداقت پرلوگ جمع ہوجائیں لیکن اگر اس لڑائی کے لئے جن ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم ان کو مہیا نہ کریں۔ کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں بہرحال ہمیں وہ ہتھیار اور سامان مہیا کرنے چاہئیں۔خواہ وہ دشمن کے مقابلہ میں کتنے ہی تھوڑے کیوں نہ ہوں اور اپنی ساری قوت اور طاقت اس کے لئے صرف کردینی چاہئے۔ جب ہم ایسا کریں گے تو خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہمارے لئے نازل ہوگی۔ اور ہم ہر میدان میں فتح یاب ہوں گے۔

مجھے ایک واقعہ یاد کرکے حیرت کے ساتھ ہنسی بھی آتی ہے اور افسوس بھی ہوتاہے۔ جب روس نے بخارا پر فوج کشی کی تو امیر بخارا نے علماء و عمائدین کو جمع کیا اور پوچھا اس وقت کیا کرنا چاہئے ؟ روس کی طرف سے یہ یہ شرائط پیش کی گئی ہیں اور یہ مفید ہیں۔ان سے صلح کرلینی چاہئے۔ کیونکہ روسیوں کی تعداد زیادہ اور ان کے پاس سامانِ جنگ بہت ہے ہم اُن کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ اُن علماء نے جو آج کل کے مولویوں ہی کی طرح کے ہوں گے، اس کی مخالفت کی اور مقابلہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔چنانچہ صلح کا پیغام مسترد کردیا گیا اور تیاریاں شروع ہو گئیں۔ علماءاور ان کے توابع جمع ہو گئے۔ تلواریں اور نیزے اور بھالے اٹھا لئے اور قرآنِ کریم کی آیات کو بطورِ منتر پڑھتے ہوئے روسیوں کے مقابلہ کے لئے میدان میں نکلے۔مگر جب ان کے جواب میں روسی فوج نے گولہ باری شروع کی۔ تو علماء سحر۔سحر (جادو ہے۔جادو ہے) کہتے ہوئے پیچھے کو بھاگے۔اس کے بعد روس نے بخارا کے ساتھ وہی سلوک کیا جو فتح یاب دشمن کرتاہے۔ یہ کس بات کا نتیجہ تھا۔ اسی کا کہ انہوں نے جنگ کا سامان مہیا کرنے کی طرف توجہ نہ کی۔

اسی طرح آج بھی اگر کوئی نادان یہ سمجھے کہ یوں ہی کام ہوجائے گا۔تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔اس زمانہ کو خدا نے اشاعتِ ہدایت کا زمانہ قرار دیا ہےاور یہ زمانہ دلائل کا زمانہ ہے۔ تلوار کا نہیں آج جو جہاد ہوتا ہے۔ وہ تقریر اور تحریر سے کیا جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں جو شخص تلوار چلانا نہیں سیکھتا تھا وہ قومی مجرم تھا کیونکہ وہ زمانہ تلوار سے جہاد کرنے کا تھا۔ آج جو شخص تقریر اور تحریر میں مشق بہم نہیں پہنچاتا وہ بھی مجرم ہے۔ آج جو شخص اپنی زبان اور اپنے قلم کو تیز نہیں کرتا وہ اس زمانہ کی جنگ کے لئے گویا نہ تلوار کو تیز کرتا ہے نہ اس کو استعمال کرنا سیکھتا ہے۔ اس لئے اگر اس کے دل میں اشاعتِ اسلام کی خواہش اور تمنا ہے تو یہ سچی تمنا نہیں بلکہ جھوٹی ہے۔کیونکہ جو شخص دشمن پر فتح پانے کے لئے جاتا ہے وہ نہتا نہیں جایا کرتا۔ بلکہ جس قدر اس سے ممکن ہوتا ہے لڑائی کاسامان لے کرجاتا ہے۔ اسی طرح اس جنگ کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ جو اس میں کامیابی حاصل کرنے

کی خواہش رکھتا ہو وہ ان سامانوں کو مہیا کرے جو اس میں فتح پانے کے لئے ضروری ہیں اوراس کے بعد خدا کی نصرت کا امیدوار رہے۔

قرآن کریم میں مقابلہ کے لئے تیاری نہ کرنے والوں کو منافق قرار دیا گیا ہے۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾

”اور اگر ان کا (جہاد پر) نکلنے کا ارادہ ہوتا تو وہ ضرور اس کی تیاری بھی کرتے لیکن اللہ نے پسند ہی نہیں کیا کہ وہ (اس اعلیٰ مقصد کے لئے) اٹھ کھڑے ہوں اور اس نے انہیں (وہیں) پڑا رہنے دیا اور (انہیں) کہا گیا بیٹھے رہو بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ۔“ (التوبہ:46)

گویا اگر مخالف کے مقابلہ میں نکلنے کا ارادہ کرتے تو یقیناً اس کے لئے پہلے سے کچھ سامان بھی تیار کرتے۔ چونکہ وہ تیاری نہیں کرتے، اس لئے معلوم ہوا کہ ان کا ارادہ ہی نہیں ہوتا اور جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ صرف ان کی زبانی باتیں ہوتی ہیں۔ جو قوم پہلے سے تیار نہیں ہوتی وہ وقت پر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ چوں کہ یہ زمانہ دلائل اور براہین سے اشاعتِ اسلام کرنے کا ہے، اس لئے اگر ہماری جماعت تقریر کرنے اور لکھنے کی مشق نہیں کرتی تو پھر اشاعتِ اسلام کے میدان میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔

مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ گو میں نے بار بار مختلف اوقات میں ادھر توجہ دلائی ہے مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ جماعت کے احباب چندہ دینے میں چُست ہیں گو کئی لوگ چندے میں بھی سستی کرتے ہیں مگر عموماً چندوں میں سست نہیں لیکن میں دیکھتا ہوں جماعت کی اس طرف توجہ کم ہے کہ جو قلم چلانا جانتے ہیں یا چلا سکتے ہیں وہ قلم سے کام لیں یاجو تقریر کر سکتے ہیں یا تقریر کرنا سیکھ سکتے ہیں۔ وہ زبان سے کام لیں۔ رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ عالم جو موقع پر حق نہ کہے شیطانِ اخرس یعنی گونگا شیطان ہے۔ اول توشیطان ہی کیا کم تھا، اخرس فرما کر بتا یا کہ وہ شیطانوں میں سے بھی ذلیل درجہ کا شیطان ہے، کیونکہ شیطان اپنی شیطانی باتیں تو پھیلاتا ہے مگر وہ حق بیان کرنے کی بھی جرات نہیں کرتا۔ میرے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کیا زجر ہو سکتی ہےجو ایسے لوگوں کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمائی ہے جو حق کو بیان کرنے کی طاقت رکھتے ہوئے خاموش رہیں مگر بہت ہیں جو حق کے کہنے کے لئے تیار نہیں ہوتےاور نہ حق کو بیان کرنے کی قابلیت پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

میں احباب کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس سستی کو چھوڑیں خدا تعالیٰ نے ہر ایک شخص کو زبان دی ہے اس سے وہ حق پھیلانے کاکام لے اور جو لکھنا جانتے ہیں وہ زبان اور قلم سے کام لیں۔ جن کو قلم سے کام لینا نہیں آتا وہ سیکھ لیں۔ وہ کون سا کام ہے جو کوشش کے بعد نہیں آ سکتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ جو قلم سے کام لے سکتے ہیں وہ بھی نہیں لیتے۔

میں نے پہلے بھی اس طرف توجہ دلائی تھی اور اب بھی توجہ دلاتا ہوں۔ گو پہلی دفعہ کا تو کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوامگر اب کے امید رکھتا ہوں کہ میرا کہنا رائگاں نہ جائے گا اور ہماری جماعت کے اہلِ قلم اس طرف توجہ کریں گے۔ میں سلسلہ کے اخبارات باقاعدہ پڑھتاہوں اور یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اتنی بڑی جماعت کے جواخبار اور رسالے نکلتے ہیں ان میں مضامین لکھنے والے صرف دو، تین ہوتے ہیں۔ باقی لوگوں نے مضامین لکھنا صرف ایڈیٹروں کا فرض سمجھ رکھا ہے اور اپنے آپ کو اس سے آزاد سمجھتے ہیں۔ یہ نہایت ہی افسوسناک بات ہے میں اپنی جماعت کے علماء کو بھی توجہ دلاتا ہوں اور ہماری جماعت کے علماء قادیان ہی میں نہیں باہر بھی ہیں۔ قادیان والے بھی تحریر میں سست ہیں انہیں خصوصیت سے سستی کو دور کرنا چاہیئے۔ پھر علماء سے مرا د ظاہری علوم رکھنے والے ہی نہیں بلکہ وہ بھی ہیں جو دینی علماء ہیں اور خشیۃ اللہ رکھتے ہیں ....اب یا تو اخباروں میں ایڈیٹر مضمون لکھتے ہیں یا وہ چند طالبِ علم جو اپنا قلم صاف کر رہے ہیں اور مشق کر رہے ہوتے ہیں اوروہ لوگ جن کو مضمون لکھنے کی مشق ہے یا تھوڑی مشق سے اچھا لکھنے اور بولنے والے ہو سکتے ہیں خاموش ہیں۔

میں نصیحت کرتا ہوں کہ بولنے اور لکھنے کی طرف توجہ کرو مگر اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہر شخص جو کچھ لکھے وہ ضرور چھپ جائے۔ کئی لوگ میرے پاس شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے مضمون بھیجا تھا مگر ایڈیٹر نے درج نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں ایڈیٹر اسی لئے رکھا جاتاہے کہ مضمون کو درج کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرے اور دیکھے کہ کون سا مضمون درج ہونے کے قابل ہے اور کون سا نہیں۔ یہ اس کا فرض ہے اسے کرنے دو اور اس کی جگہ نہ چھینو۔ اگر ایسا ہو کہ جو کچھ کوئی لکھے وہ ضرور چھپ جائے تو پھر ایڈیٹر رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایک پوسٹ بکس لگا دیا جاتاجو کچھ کوئی اس میں ڈالتا وہ کاتب نکال کر لکھ دیتا اور اس طرح اخبار تیار ہوکر شائع ہو جاتا۔

پس ضروری نہیں کہ ہرایک مضمون جو لکھا جائے وہ

ضرور اخبار میں درج ہو جائے ایڈیٹر جس کو بھی مناسب سمجھے گا شائع کرے گا۔ لیکن ہر ایک کو چاہئے مضمون نویسی کی مشق ضرور کرےاور کوشش کرے کہ اس کا مضمون اخبار میں درج ہونے کے قابل ہو۔ جب وہ اس قابل ہو گا تو ایڈیٹر کیوں نہ درج کرے گا۔لیکن مشق کے لئے مضمون کا اخبار میں چھپنا ضروری نہیں بلکہ تم اپنے احباب اور دوستوں کو خطوط لکھ کر لکھنے کی مشق کرو۔ایڈیٹر اگر تمہارے مضمون کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتا ہے تو تمہارے دوست ایسا نہیں کریں گے بلکہ وہ شوق سے تمہارے مضامین کو پڑھیں گے۔ لیکن میں کہتاہوں سب ایسے نہیں کہ ان کے مضامین ناقابل اندراج ہوں بلکہ ہماری جماعت میں سینکڑوں مضمون نویس ہوں گے یا ہو سکتے ہیں کہ جن کے مضامین کو فخر سے ایڈیٹر اپنے اخبار یا رسالہ میں درج کریں گے۔

اسی طرح لیکچروں کے متعلق بولنے کی مشق کی جائے۔ علاوہ لیکچر کے ایسا بھی ہوسکتاہے کہ مجالس میں بیٹھ کر مذہبی گفتگو کی جائے مگر میں دیکھتا ہوں وہ لوگ جو اس طرح مجالس میں باتوں باتوں میں دین کی خدمت کر سکتے ہیں وہ بجائے مذہبی باتوں کے عام دنیوی امور کے متعلق گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اگر مجالس میں تبلیغ کرنے کی کوشش کریں تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔

پس میں جماعت کے تمام اصحاب کو کہتا ہوں جو بول سکتے ہیں وہ بولنےاور جو لکھ سکتے ہیں وہ لکھنے کی طرف زیادہ توجہ کرکے دین کی خدمت میں مشغول ہوں۔میں امید کرتا ہوں کہ آج کی نصیحت کارگر ہوگی ہماری جماعت کو تحریر اور تقریر کے میدان میں ترقی کرنے کی نہایت ضرورت ہے۔

ہرایک احمدی کو قلم اور زبان چلانے کی مشق کرنی چاہئے جو شخص مشق کرکے زبان اور قلم سے دین کی خدمت میں کام لے گا۔وہ فتح کو قریب لائے گا۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ مفید سامان اشاعت سے کام لے۔ تاکہ خداکی عظمت و جلال ظاہر ہو۔ اور دین حق کی صداقت روشن ہواور باطل پیٹھ دکھا کر بھاگ جائے۔ اللھم آمین۔"

(خطبات محمود، جلد۸، صفحہ ۲۹۱-۲۹۹)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احبابِ جماعت کو الفضل آن لائن کے اجراء کے موقع پر مضمون نویسی کی طرف توجہ مبذول کرواتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس قدیم اردو روزنامہ اخبار کا لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا مؤرخہ ۱۳ دسمبر ۲۰۱۹ء سے آغاز ہو رہا ہے۔ آج ان شاء اللہ تعالیٰ آغاز ہو جائے گا جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں ہر جگہ بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہو گا۔ اس کی ویب سائٹ Al-fazlonline.org تیار ہو چکی ہے اور پہلا شمارہ بھی اس پر دستیاب ہے۔ یہاں ہماری آئی۔ٹی کی جو مرکزی ٹیم ہے انہوں نے اس کے لیے بڑا کام کیا ہے۔

اس میں الفضل کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود ہے جو ارشادِ باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت قرآنِ کریم کی آیات بھی آیا کریں گی اور فرمانِ رسولؐ کے تحت احادیث نبویؐ بھی ہوں گی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات و اقتباسات بھی ہوں گے۔

اسی طرح بعض احمدی مضمون نگاروں کے مضمون اور دوسرے جو اہم مضامین ہیں وہ بھی ہوں گے۔ نظمیں بھی احمدی شعراء کی ہوں گی۔

یہ اخبار ویب سائٹ کے علاوہ ٹوئٹر پر بھی موجود ہے اور اینڈرائڈ (Android) کا ایپ (app) بھی بن گیا ہے۔ یہ کیونکہ اب روزانہ شروع ہو گیا ہے تو سوشل میڈیا کے ان ذرائع سے بھی اردو پڑھنے والے احباب کو استفادہ کرنا چاہیے اور اسی طرح مضمون نگار اور شعراء حضرات بھی اس کے لیے اپنی قلمی معاونت کریں تاکہ اچھے اور تحقیقی مضامین بھی اس میں شائع ہوں۔ "

(خطبہ جمعہ مورخہ ۱۳ دسمبر ۲۰۱۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقارعلی فرمایا۔ اس میں یہی سرّ ہے کہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے بلکہ قلم کا زمانہ ہے"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۵۱ زیر عنوان: اس زمانہ کا ہتھیار قلم ہے)

آئیے ہم سب خداتعالیٰ کی طرف سے اس "**سلطان القلم**" کا لقب پانے والے کے مددگار بن کر قلمی جہاد میں اس کے شریک ہوں اور آپ کے اپنے میگزین "نحنُ انصاراللہ" اور دیگر جماعتی رسائل و جرائد میں مضامین لکھ کر قلم چلانے کی مشق کریں ۔ اگر مضمون نویسی کے سلسلے میں کسی بھی قسم کی مدد درکار ہو تو قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ کینیڈا سے ضرور رابطہ کریں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین

رپورٹ نعتیہ مجلس زیرِ اہتمام مجلس انصار اللہ کینیڈا

قیادت عمومی مجلس انصاراللہ کینیڈا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس انصار اللہ کینیڈا کو مورخہ ۳۱ دسمبر ۲۰۲۰ء بروز جمعرات ایک نعتیہ مجلس (آن لائن) منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس بابرکت مجلس کا آغاز ٹورانٹو وقت کے مطابق رات آٹھ بجے ہوا اور ڈیڑھ گھنٹہ تک مجلس جاری رہی۔ اس مجلس کی صدارت محترم عبدالرشید انور صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے کی۔ میزبانی کے فرائض مکرم ناصر احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا نے سر انجام دیے۔

مجلس کا آغاز تلاوت کریم سے ہوا۔مکرم رافع الزندانی صاحب نے سورہ الاحزاب کی آیات ۵۷ تا ۵۸ تلاوت کیں جس کا اردو ترجمہ مکرم فراز حسن قریشی صاحب نے پیش کیا۔ مکرم مولانا سہیل احمد ثاقب صاحب (قائد تعلیم القران) نے درود شریف کی اہمیت کے بارے میں حدیثِ نبویﷺ اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ مکرم کامران اشرف صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس بابت مجلسِ مولود پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں، مکرم عبدالحمید وڑائچ صاحب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا نے اس بابرکت مجلس کی غرض وغایت کے بارے میں اپنے افتتاحی کلمات ارشادفرمائے۔ اس کے بعد مکرم معتز القزق صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے عربی قصیدہ سے منتخب اشعار ترنم سے پڑھ کر سنائے اور مکرم داؤد اسماعیل صاحب (ناظمِ اعلیٰ پریری ریجن)نے اردو ترجمہ پیش کیا۔

اس مجلس میں تین شعراء حضرات کو بھی اپنا نعتیہ کلام پیش کرنے کی دعوت دی گئی تھی چنانچہ سب سے پہلے مکرم مولانا محمد افضل مرزا صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ اپنا نعتیہ کلام پیش کیا جس کہ چند اشعار یہ ہیں۔

پیشواؤں کا پیشوا وہ ہے
میرے جیسوں کا ناخدا وہ ہے
اس کی خاطر بنے ہیں دونوں جہاں
سارے نبیوں میں مصطفیٰؐ وہ ہے

مکرم منصور احمد ناصر صاحب نے حضورؑ کا سوانحِ رسول کریمؐ کے متعلق اقتباس از ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ پڑھ کر سنایا۔یہاں محفل کے دوسرے شاعر محترم مربی انصر رضا صاحب کو دعوت دی گئی جنہوں نے اپنا نعتیہ کلام پیش کیا جس کہ دو اشعار یوں تھے۔

نہیں ہے نام کوئی تیرے نام سے اوپر
ہے بس الوہیت تیرے مقام سے اوپر
تو دوکمانوں کا ہے وتر منتہائے بشر
گیا معراج میں بیت حرام سے اوپر

اِن کے بعد مکرم سیّد مبشر احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم وہ پیشوا ہمارا کے چند اشعار ترنم سے سنائے۔ اس محفل کے تیسرے شاعر مکرم مولانا ہادیؔ علی چوہدری صاحب کو دعوتِ سخن دی گئی اور آپ نے اپنے نعتیہ اشعار سنائے

اس پر نزولِ ربِّ سماء حد تا حد ہوا
مظہر صفاتِ حق کا اتم صد بصد ہوا
احمدؐ ہے وہ بلند ہوا میم گر گئی
وہ ایک ہوکے واصلِ ربِّ احد ہوا

جس کے بعد مکرم عبدالخالق محسن فاروقی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی کلام ”جان ودلم فدائے جمال محمدؐ است“ مترنم آواز میں پیش کیا اور مکرم سیّد پیام نبی صاحب نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ مکرم ناصر احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظم ”حضرت سید وُلد آدم۔ صلی اللہ علیہ وسلم“ سے چنیدہ اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں مکرم احمد صفی اللہ راجپوت صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ فروری ۲۰۰۶ء سے موجودہ زمانے میں آنحضورﷺ کے خلاف مغربی پروپیگنڈے اور ہماری ذمہ داری کے حوالے سے اہم اقتباس پڑھ کر سنایا۔

آخر پر صدر محفل محترم مشنری انچارج صاحب نے اپنے اختتامی کلمات میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری ۲۰۱۰ء کے ایک اقتباس کہ ”ہمارے سال اور دن اُس صورت میں ہمارے لئے مبارک بنیں گے جب ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔“ کی روشنی میں بتایا کہ پاک تبدیلی پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ آنحضورؐ کا اسوہ حسنہ ہے۔ پس سال ۲۰۲۰ء کے اختتام اور سال ۲۰۲۱ء کے آغاز کے موقع پر نبی اکرمﷺ کی حیات مبارکہ کی روشنی میں اپنی زندگی کا جائزہ لیں اور اسی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ ان کلمات کے بعد آپ نے دعا کروائی اور اس طرح یہ بابرکت نعتیہ مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔

(نوٹ: یہ پروگرام اردو زبان میں تھا لیکن آن لائن ہونے کی وجہ سے سکرین پر ساتھ ساتھ انگریزی ترجمہ پیش کیا جاتا رہا۔ اس بابرکت مجلس کو تقریباً گیارہ سو احباب نے یو ٹیوب پر براہ راست دیکھا)

مجلس انصار اللہ کینیڈا